سوال

واقعۂ اسراء و معراج کو افسانوی قصہ قرار دینے والے کا رد

جواب

لحمد للہ.

ں :

سراء اور معراج اللہ تعالی کی ایسی نشانی تھی جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی نبوت کے دلائل عیاں ہوتے ہیں، اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالی کے ہاں کیا مقام و مرتبہ ہے، اسی طرح اس واقعہ سے اللہ تعالی کی قدرتِ مطلق کا بھی پتا چلتا ہے، اسی طرح اس
(سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ)
[1:ء

صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر لے جایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلیے سب آسمانوں کے دروازے کھولے گئے، حتی کہ آپ ساتویں آسمان سے بھی آگے چلے گئے، پھر اللہ تعالی نے آپ سے گفتگو بھی فرمائی، پانچ نمازیں فرض کیں جو کہ ابتداء میں اللہ تعالی کی طرف سے پچاس نمازوں کی صورت میں فرض

، بارے میں اختلاف ہے : کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اسرا اور معراج خواب میں ہوا تھا، لیکن صحیح بات یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں آسمان پر لے جایا گیا، اس بارے میں متعدد دلائل موجود ہیں :

پنی مشہور کتاب : "عقیدہ طحاویہ" میں کہتے ہیں :
تھی

ابی العز حنفی رحمہ اللہ "شرح عقیدہ طحاویہ" میں کہتے ہیں :
"لوگوں کا اسرا و معراج کے بارے میں اختلاف ہے :
کچھ کا کہنا ہے کہ : آپ کی روح کو لے جایا گیا تھا، آپ کا جسم اطہر نہیں لے جایا گیا، یہ بات ابن اسحاق نے عائشہ اور معاویہ رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے، اسی طرح حسن بصری رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح کی بات نقل کی گئی ہے ۔

ہیں کہ ۔
یہاں عائشہ اور معاویہ رضی اللہ عنہما نے یہ نہیں کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں سیر کروائی گئی، بلکہ ان کا یہ کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو سیر کروائی گئی تھی لیکن آپ کا جسم ساتھ نہیں تھا ۔

ہے کہ : خواب میں سونے والے کو جو کچھ نظر آتا ہے وہ پہلے سے ذہن میں موجود چیزوں کا تصور اور تخیل محسوس شکل میں دیکھتا ہے، چنانچہ خواب دیکھنے والے کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اسے آسمان کی طرف لے جایا گیا، اور پھر مکہ واپس آ گیا، لیکن اس کی روح نہ تو آسمان پر گئی ہوتی ہے اور نہ ہی واپس آتی ہے، یہ
لہذا معاویہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا یہ مقصد ہر گز نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں معراج کروایا گیا، بلکہ آپ دونوں کا مقصد یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو سیر کروائی گئی، چنانچہ روح جسم سے نکل کر سیر کے بعد واپس آ گئی ۔
آپ دونوں کے مطابق یہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت میں شمار ہوتا ہے، کسی اور میں ایسا ممکن نہیں ہے؛ کیونکہ کسی اور کی روح آسمانوں کی طرف مکمل طور پر اسی وقت جائے گی جب انسان مر جائے ۔

بھی کہا گیا ہے کہ اسرا دو مرتبہ ہوا ہے، ایک بار بیداری میں اور دوسری بار نیند کی حالت میں ۔ ۔ ۔ کچھ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ ایک بار وحی نازل ہونے سے پہلے اور ایک بار وحی نازل ہونے کے بعد ۔

ں کا یہ بھی کہنا ہے کہ : معراج تین بار ہوا ہے، ایک بار وحی نازل ہونے سے پہلے اور دو بار وحی نازل ہونے کے بعد؛ یعنی جب بھی معراج کے واقعات سے متعلق کوئی اشکال پیدا ہوا تو تطبیق دینے کیلیے انہوں نے معراج کے واقعات کو بھی اسی طرح بڑھانا شروع کر دیا، لیکن یہ وطیرہ قدرے کمزور محدثین کا ت
حدیث اسرا میں صحیح ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسد اطہر کیساتھ مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے جایا گیا، آپ جبریل علیہ السلام کی رفاقت میں براق پر سوار تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصی اترے اور وہاں انبیاء کی امامت کروائی، پھر براق کو مسجد کے دروازے کے کنڈے سے باندھا، یہ

بیت المقدس سے اسی رات میں آسمانِ دنیا تک لے جایا گیا، جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلیے دروازہ کھلوایا تو فرشتوں نے دروازہ کھول دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پر ابو البشر آدم علیہ السلام کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سلام کیا تو آدم علیہ السلام نے آپ کو خوش

طحاویہ کے شارح لکھتے ہیں کہ :

ہے :
حَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى)
[1:ء

ن ہے کہ] "عبد" اس وقت بندے پر بولا جاتا ہے جب جسم اور روح کا مجموعہ ہو، جیسے کہ انسان اسی وقت بولا جاتا ہے جب جسد اور روح دونوں کا مجموعہ ہو، لہذا جب بھی عبد اور انسان کا لفظ مطلق بولا جائے تو یہی اس کا معنی اور یہی بات درست بھی ہے، اس لیے آیت کے مطابق اسرا اور معراج جسم و روح
نیز یہ بات عقلی طور پر بھی ناممکن نہیں ہے، چنانچہ اگر کسی بشر کے آسمان پر جانے کو محال سمجھا جائے تو فرشتوں کے زمین پر آنے کو بھی محال سمجھا جائے گا، اور یہ بات نبوت کے انکار تک پہنچا سکتی ہے جو کہ صریح کفر ہے" انتہی
"شرح الطحاویۃ" (1/245)

ر (3/33) میں کہتے ہیں :
"لوگوں کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا اسرا و معراج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن اور روح دونوں کو ہوا تھا یا صرف روح کو؟ اس بارے میں دو اقوال ہیں :

ئے کرام کا یہی کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم و روح دونوں کیساتھ بیداری کی حالت میں سیر کروائی گئی، خواب میں یہ سیر نہیں ہوئی، تاہم اس موقف کے قائلین علمائے کرام اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے خواب بھی دیکھا ہو، اور پھر بیداری کی

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بھی خواب آتا تھا تو وہ روزِ روشن کی طرح بعینہٖ رونما ہو جاتا تھا ۔

، بارے میں دلیل اللہ تعالی کا فرمان ہے :
سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ)
[1:ء

اس آیت مبارکہ میں "سُبْحَانَ الَّذِي" کہہ کر اللہ تعالی کی تسبیح بیان کی گئی ہے، اور تسبیح اسی وقت بیان کی جاتی ہے جب کوئی عظیم ترین معاملہ درپیش ہو، چنانچہ اگر معراج خواب میں ہی ہوا تھا تو ایسا عظیم معاملہ ہے ہی نہیں کہ جس پر تسبیح بیان کیا جائے، اسی طرح قریش کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر۔

، بھی "عبد" کا لفظ اسی وقت انسان پر بولا جاتا ہے جب روح اور جسم دونوں یکجا ہوں، اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا :

بِعَبْدِهِ لَيْلًا) [اپنے بندے کو رات کے وقت سیر کروائی] اسی طرح اللہ تعالی کا یہ بھی فرمان ہے کہ :

(وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ)

ء:60]

(2888) ۔

یسے ہی اللہ تعالی کا فرمان ہے :

(مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ)

م:17]

اس آیت میں قوت بصارت کا ذکر ہے ، اور یہ جسم کا خاصہ ہے روح کا نہیں ہے ۔

ح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا براق پر سوار ہونا بھی جسم کیساتھ معراج ہونے کی دلیل ہے ؛ کیونکہ براق سفید رنگ کا چمک دار جانور ہے ، اور سواری کی ضرورت جسم کو ہوتی ہے روح کو ادھر ادھر جانے کیلیے سواری کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ واللہ اعلم " انتہی

ں"(3/1067) میں کہتے ہیں کہ :

تی ۔

ں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین مکہ کو اپنے اسرا و معراج کا حقیقی واقعہ بیداری کی حالت میں ہونے کا ذکر کیا تھا ، خواب کی حالت میں ہونے کا ذکر نہیں کیا ، اسی لیے مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا قرار دیا اور اسے بعید از عقل جانتے ہوئے آپ کا مذاق بھی اڑایا ، اس سب کے ساتھ ساتھ ان

!؟

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا : میں تو ان کی تصدیق اس سے بھی دور یعنی آسمان سے آنے والی بات کی بھی کرتا ہوں جو کہ صبح شام آپ ہمیں بتلاتے رہتے ہیں - یا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسی سے ملتی جلتی بات کی تھی -" انتہی

وخطاب عمر بن دحیہ اپنی کتاب : " التنویر فی مولد السراج المنیر " میں کہتے ہیں کہ :

ں ۔

کچھ صحابہ کرام نے اسرا و معراج کا قصہ مکمل بیان کیا ہے ، کچھ نے مختصر بیان کیا ہے ، یہ سب روایات معتمد کتب میں موجود ہیں ، یہ الگ بات ہے کہ کچھ روایات صحت کے اصولوں کے مطابق پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتیں ۔

عراج کے بارے میں تمام مسلمانوں کا اجماع ہے ، لیکن زندیق اور ملحد لوگ اس کا انکار کرتے ہیں ، ان کا ارادہ تو یہ ہے کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں ، لیکن اللہ تعالی اپنے نور کو مکمل کرے گا چاہے کافروں کیلیے ناگوار ہی گزرے " انتہی

یر"(3/36)

ں نگار کے طرز تحریر سے بہت ہی تعجب ہوا کہ انہوں نے قرآنی آیت سے دلیل لیتے ہوئے کفار کے ایک ہی مطالبے کا ذکر کیا بقیہ کو چھوڑ دیا اور باور یہ کروایا کہ قرآن مجید کی آیت :

حَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا)

ء:93]

کہ کفار کے صرف اسی ایک مطالبے کا جواب ہے اور وہ ہے : آسمان کی طرف چڑھنا ، اور قرآن کی آیت میں اس کی نفی کی گئی ہے ۔

ں یہ جواب مشرکین کی ہٹ دھرمی اور ضدی قسم کے متعدد مطالبوں کے جواب میں دیا گیا ہے ، آئیں ہم آپ کے سامنے قرآن مجید کے بیان کردہ تمام مطالب بیان کرتے ہیں :

(وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا[90]أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا[91]أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا[92]أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِنْ زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرَؤُهُ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا

ں[90]یا آپ کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو تو آپ اس میں جابجا نہریں بہا دیں[91]یا آپ آسمان کو ٹکرے ٹکڑے کر کے ہم پر گرا دیں جیسے آپ کا دعویٰ ہے یا اللہ اور فرشتوں کو سامنے لے آئیں[92]یا آپ کے لئے سونے کا کوئی گھر ہو یا آپ آسمان میں چڑھ جائیں اور ہم آپ کے چڑھنے کو

ب یہاں خود ہی غور کریں کہ ان تمام مطالبوں کے سامنے قرآن مجید کا یہ جواب ہی مناسب ہے کہ :

حَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا)

ء:93]

کہ زمین کو پھاڑ کر وہاں سے چشمے جاری کرے ؟ یا آسمان گرا دے ، یا اللہ تعالی ! کو یا فرشتوں ! کو لے آئے ، یا آسمانوں میں چڑھ جائے ، اور وہاں سے ہر کافر کے نام ایک ایک کتاب لیکر آئے ! جیسے کہ یہ تمام باتیں مجاہد رحمہ اللہ اور دیگر مفسرین سے ثابت ہیں ۔

یلیے الگ الگ کتاب کا مطالبہ ایک دوسری آیت سے بھی موافقت رکھتا ہے ، فرمانِ باری تعالی ہے :

ل يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُؤْتَىٰ صُحُفًا مُنَشَّرَةً)

ثر:52]

(2576) ۔

حقیقت یہ ہے کہ کفار مکہ اصل میں ان چیزوں کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی غرض نہیں رکھتے تھے ، بلکہ ان کا مقصد صرف اور صرف ہٹ دھرمی اور ضدی پن کی انتہا کا اظہار کرنا تھا ، کہ اپنی سرکشی اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشکل میں ڈالیں ۔

ی طرح طاہر ابن عاشور رحمہ اللہ کہتے ہیں :

ں ۔

نیز حصر کا معنی رکھنے والے جملے کا تقاضا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہونے کے ساتھ ساتھ صرف بشر ہیں ، مطلب یہ ہے کہ : میں کوئی مختار کل پروردگار نہیں ہوں کہ جو کچھ مجھ سے مطالبہ کیا جائے گا میں وہی پیدا کر کے دکھا دوں ، تو میں اللہ تعالی کو یا فرشتوں کو کیسے لا سکتا ہوں ، اور اسی طرح میں زمین میں

" التحریر والتنویر " (211-15/210)

م :

فکر کرنے کی بجائے اپنا دین محفوظ کریں ؛ شیاطین چاہے انسان کی صورت میں ہوں یا جنوں کی شکل میں کسی کو بھی اپنے دل سے یقین کی دولت ضائع مت کرنے دیں ، اور نہ ہی اپنے ایمان میں کسی بھی قسم کے شکوک وشبہات پیدا مت ہونے دیں ؛ چونکہ آپ نے شکوک وشبہات پیدا کرنے والے لوگوں سے بح

ہم اللہ تعالی سے اپنے لیے اور سب موحد بندوں کیلیے ہدایت و کامیابی کی دعا کرتے ہیں ۔

واللہ اعلم .

اسلام سوال وجواب

بر:84314